۱۳ شعبانُ المعظّم ۱۴۴۲ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:285)

عاجزی میں جھوٹ بولنا کیسا؟

- تکبر پر ابھارنے والے اسباب 3
- شبِ براءت میں آتش بازی کرنا کیسا؟ 12
- شبِ براءت میں قبرستان جانا کیسا؟ 14
- کیا سب سے پہلے رمضان کی خبر دینے سے جہنم سے آزادی مل جاتی ہے؟ 22

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش:

المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عاجزی میں جھوٹ بولنا کیسا؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۲۲ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بے شک تمہارے نام مَع شناخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرُودِ پاک پڑھو۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

عاجزی میں جھوٹ بولنا کیسا؟

سُوال: کیا عاجزی میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟

جواب: مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ ”بطورِ عاجزی جھوٹ بولنا عبادت ہے۔“[3] لیکن ہر جھوٹ عبادت نہیں ہے۔ اگر کوئی عبادت گزار اور پرہیز گار شخص یہ کہتا ہے کہ ”میں گناہ گار ہوں“ اور اس کے اپنے دل میں یہی بات ہے کہ اسے اپنی عبادت پر کوئی مان نہیں ہے بلکہ اللہ پاک سے ڈرتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے تو اس طرح عاجزی کرنا جائز ہے۔ بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا واجب ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص کسی کو مارنے کے لئے ڈھونڈ رہا ہو اور آپ کو پتا ہو کہ وہ اسے مار ڈالے گا۔ اب مارنے والا شخص آپ سے پوچھتا ہے کہ ”وہ کہاں ہے؟“ تو آپ پر واجب ہے کہ آپ

---

1 ...... یہ رِسالہ ۱۳ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم ۱۴۴۲ھ بمطابق 27 مارچ 2021 کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبہ ”ملفوظاتِ امیرِ اَہلِ سنّت“ نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ...... مصنف عبد الرزاق، باب الصلاۃ علی النبی، ۲/ ۱۴۰، حدیث: ۳۱۱۶۔

3 ...... مراٰۃ المناجیح، ۶/ ۴۵۴۔

www.dawateislami.net

جھوٹ بول کر اس شخص کی جان بچائیں۔[1] اس لئے جیسا موقع ہو اس کے مطابق جھوٹ کا حکم ہو گا۔ عام طور پر جھوٹ بولنا گناہ ہے، جبکہ جائز اور واجب کی صورتیں بہت کم پائی جاتی ہیں۔

تکبُّر سے بچنے کا طریقہ

سُوال: تکبُّر سے کیسے بچا جائے؟ (عامر خان۔ جتوئی، پاکستان)

جواب: تکبُّر واقعی بہت خطرناک ہے۔ حدیثِ پاک میں تکبُّر کی وعید یہ بیان کی گئی ہے کہ "جس کے اندر رائی کے دانے کے برابر تکبّر ہو، وہ جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔"[2] کسی کو گھٹیا سمجھنا اور اپنے آپ کو اس سے اچھا سمجھنا تکبّر ہے۔[3] آج کل تکبّر عام ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تکبّر میں پڑنے کا بہت خطرہ رہتا ہے، کیونکہ سیٹھ ملازم کو یا استاد اپنے شاگرد کو گھٹیا سمجھنے لگتا ہے، اس معاملے میں محتاط رہنا چاہیے، کیونکہ ہمیں کیا معلوم کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کس کا کیا مقام ہے!! اس لئے اللہ پاک کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیے، ہو سکتا ہے آج ہمارے پاس منصب ہے اور ہم اپنے ماتحت کو حقیر اور گھٹیا سمجھ رہے ہیں، کل اس کا اُلٹ ہو جائے اور ہم اس کے ماتحت بن جائیں، ایسے واقعات ہوئے بھی ہیں، اس لئے جس حال میں اللہ پاک رکھے اس میں راضی رہیں، کسی کو گھٹیا نہ سمجھیں، کیونکہ تکبّر کبریائی کی چادر ہے جو کہ صرف اللہ پاک ہی کو زیب دیتی ہے، کیونکہ وہ سب سے بڑا ہے اور ہم سب اس سے چھوٹے اور اس کی مخلوق ہیں۔ ہر ایک اللہ پاک کی بارگاہ میں عاجزی کرے گا، جبکہ اللہ پاک اپنی بڑائی بیان کرے گا، کیونکہ وہ بڑا ہے اور وہ کبھی بھی عاجز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ پاک کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ ربِّ کائنات تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، چنانچہ پارہ 14، سورۃ النحل آیت نمبر 23 میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا)۔ اسی طرح اللہ کے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "اللہ پاک مُتَکَبِّرِین (یعنی مغروروں)

---

1 بہارِ شریعت، ۳/۵۱۸، حصّہ:۱۶۔

2 مسلم: کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانه، ص ۶۱، حدیث: ۲۶۵۔

3 مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانه، ص ۶۱، حدیث: ۲۶۵۔

www.dawateislami.net

اور اِترا کر چلنے والوں (یعنی اَکڑ کر چلنے والوں) کو ناپسند فرماتا ہے۔“[1] ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے: اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بے شک تم میں سے میرے سب سے نزدیک اور پسندیدہ وہ شخص ہوگا جو تم میں سے اَخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہوگا اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں کا مذاق اڑانے والے اور مُتَفَیْہِق ہیں۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بے ہودہ بکواس بکنے والوں اور لوگوں کا مذاق اُڑانے والوں کو تو ہم نے جان لیا مگر یہ مُتَفَیْہِق کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اِس سے مراد ہر تکبّر کرنے والا شخص ہے۔“[2]

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تک خدا کی قسم
کہ جس کو تم نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

تکبر پر ابھارنے والے اسباب

مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”تکبّر“ میں تکبّر پر اُبھارنے والے آٹھ اسباب بیان کئے گئے ہیں: (۱) علم (۲) عبادت (۳) مال و دولت (۴) حسب و نسب (۵) عہدہ و منصب (۶) کامیابیاں (۷) حسن و جمال (۸) طاقت و قوت۔[3] یہ آٹھ چیزیں ایسی ہیں جو ہر وقت بُری نہیں ہوتیں لیکن ان کے ذریعے انسان مُتَکَبِّر ہو جاتا ہے۔

”علم“ جیسے کسی کے پاس زیادہ علم ہو تو ہو سکتا ہے وہ اپنے سے کم علم والے کو حقیر جانے اور اس علم کو اپنا کمال سمجھے کہ ”میں بہت ذہین ہوں، اسے کیا آتا ہے! یہ تو محنت بھی نہیں کرتا۔“ تو یہ خطرناک ہوگا، کیونکہ نہ جانے کب تمہارا ذہن بھی کُند ہو جائے۔

”عبادت“ بھی تکبّر کا سبب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عبادت گزار شخص عبادت نہ کرنے والے کو حقیر سمجھے۔ جیسے نمازیں پڑھنے والا شخص کسی بے نمازی پر تکبّر کرے۔ ہمیں اس سے بھی بچنا چاہیے، کیونکہ ہو سکتا ہے ہم سے کوئی ایسا

---

1. کنز العمال، کتاب الاخلاق، الجزء الثالث، ۲/ ۲۱۰، حدیث: ۷۷۲۷۔
2. ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی معالی الاخلاق، ۳/ ۴۱۰، حدیث: ۲۰۲۵۔
3. احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، ۳/ ۴۲۶-۴۳۳ ملخصاً۔

www.dawateislami.net

جرم ہو گیا ہو جس سے اللہ پاک ناراض ہو گیا ہو اور جو بے نمازی ہے اس سے کوئی ایسا عمل ہو گیا ہو جو اسے بھی نہ پتا ہو اور اللہ پاک نے اس کے مقدّر میں مغفرت لکھ دی ہو۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے، اللہ پاک بے نیاز ہے، نہ ہماری عبادت سے اسے کوئی فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان پہنچتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ہمیں عبادت نہیں کرنی، بلکہ عبادت کرنی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہنا ہے، کسی کو گھٹیا اور حقیر نہیں سمجھنا ہے۔

”مال و دولت“ کی وجہ سے غریبوں کو گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ مال دار شخص مال دار سے تو اچھے انداز میں ملتا ہے کہ ”آیئے! آیئے! تشریف رکھیے! چائے پئیں گے یا ٹھنڈا پئیں گے؟“ لیکن اگر کوئی غریب آجاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ”بعد میں آنا، ابھی میں مصروف ہوں۔“ یا ملازم کو کہہ دیتے ہیں کہ ”اسے نکال دو میں ابھی میٹنگ میں مصروف ہوں۔“ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ غریبوں کو بھی عزت دینی چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں مال داروں کو تو ہر ایک عزت دیتا ہے لیکن کوئی ایسا بھی ہو جو غریبوں کو عزت دیتا ہو، کیونکہ مال دار کو تو عزت دینے والے اور بھی مل جائیں گے لیکن غریب کو کون پوچھے گا! البتہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی مال دار آئے تو اسے دھکے دے کر نکال دیں بلکہ مال داروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو بھی عزت دینی چاہیے۔

”حسب نسب“ کے ذریعے بھی تکبر ہو سکتا ہے جیسے کوئی کہے ”میں فلاں کی اولاد ہوں، میرا تعلق فلاں خاندان سے ہے۔“ سادات کرام کا حسب نسب عظمت والا ہے اور ہمیں ان کی تعظیم بھی کرنی چاہیے، لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ ”نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا، تکبر کرنا، جائز نہیں۔“[1] اگر سید غیر عالم ہو اور عالم غیر سید ہو تو عالم افضل ہو گا،[2] کیونکہ علمِ دین کا اپنا ایک مقام ہے۔ تکبر نہ سید کو کرنا ہے نہ علوی کو نہ قریشی کو، نہ میمن کو، نہ پنجابی کو نہ پٹھان کو اور نہ ہی کسی بھی قوم کے کسی فرد کو۔ کسی کے اچھا ہونے میں قوموں کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی میں جو جتنا مضبوط ہے وہ اچھا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾[3]

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۲۵۵۔

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۹/ ۲۷۴ ماخوذاً۔

3 ...... پ۲۶، الحجرات: ۱۳۔

(ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے)۔ تفسیرِ بغوی میں سورۂ حجرات کی آیت نمبر 13 کے تحت لکھا ہے: "جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو حکم دیا (کہ اذان دیں) تو وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور انہوں نے اذان کہی تو ایک شخص نے کہا: اللہ کے لئے حمد ہے جس نے میرے باپ کو اٹھالیا کہ اسے یہ دن دیکھنے کی نوبت نہ آئی۔ ایک شخص نے کہا: کیا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اس کالے کوّے کے سوا کوئی اذان دینے والا نہ ملا۔ کچھ دیر بعد جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) حاضر ہوئے اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان لوگوں کی باتیں بتادیں۔ حضور پاک (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا۔ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری اور انہیں نسب پر فخر، اموال پر گھمنڈ اور فقرا کی تحقیر سے منع فرمایا۔"[1] یاد رکھیں! غریب اور مال دار یا سیٹھ اور نوکر میں سے کسی کے افضل ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کرسکتے لیکن جو قرآن پاک نے اصول بیان کردیا اس کے مطابق مال دار اور غریب میں اگر غریب تقویٰ اور پرہیز گاری والا ہے تو غریب افضل ہے اسی طرح سیٹھ اور نوکر میں جو متقی اور پرہیز گار ہوگا وہ افضل ہوگا۔

"عہدہ و منصب" عام طور پر لوگ جب اربابِ اقتدار، بڑے افسر یا وزیر کی عزت کرتے ہیں تو اس کے عہدے کی وجہ سے کرتے ہیں نہ کہ فرد کی وجہ سے، جس دن عہدہ جاتا ہے اس دن اس کی عزت بھی چلی جاتی ہے۔ وزیر کو بھی سوچنا چاہیے کہ جو لوگ ہماری عزت کررہے ہیں یہ ہمارے عہدے کی وجہ سے ہے، تاکہ لوگ ہم سے اپنا مفاد نکلوا سکیں، لیکن دوسری طرف جو لوگ نیک بندے کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں اس میں ان کا ظاہری مفاد نہیں ہوتا کہ ہم ان سے کوئی کام نکلوائیں گے، کیونکہ نیک بندہ عموماً غریب ہوتا ہے، وہ کیا مال دے گا!! بلکہ لوگ اس کی مالی خدمت کرتے ہیں اور ساتھ ہی تعظیماً ہاتھ بھی چومتے ہیں، جیسے جب کسی کا بچہ بیمار ہوتا ہے تو وہ دم کروانے کے لئے کسی وزیر یا MNA کے پاس نہیں جاتا بلکہ محلے کی مسجد کے امام صاحب کے پاس جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں امام کا مرتبہ دیگر کے مقابلے میں زیادہ ہے، کیونکہ وہ متقی اور پرہیز گار ہے۔

1 تفسیر بغوی، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۳، ۴/ ۱۹۵۔

www.dawateislami.net

”کامیابی“ بھی تکبر کا سبب ہو سکتی ہے۔ جیسے کوئی طالبِ علم امتحانات میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوتا ہے تو اسے کم نمبر لانے والے طلبہ پر تکبر ہو سکتا ہے کہ ”میں ذہین ہوں، ہوشیار ہوں، انہیں کیا آتا ہے“ حالانکہ ایسا نہیں سوچنا چاہیے، کیونکہ اگر اللہ پاک ناراض ہو گیا تو آپ بھی کُند ذہن ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد ذہن میں کچھ یاد نہیں رہے گا۔ اس طرح کے بہت سے طلبا دیکھے ہیں جو شروع میں اچھے ہوتے ہیں اور بعد میں رو رہے ہوتے ہیں کہ ”ہمیں یاد نہیں ہوتا، بھول جاتے ہیں، پڑھتے ہوئے نیند آتی ہے۔“ البتہ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہوا ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تکبر کی سزا ملی ہے لیکن مَعَاذَاللہ کچھ پتا بھی نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ ہم سب کی لگامیں اللہ پاک کے قبضے میں ہیں، اس کے آگے ہم بے بس ہیں، ہماری ایک نہیں چلتی، کیونکہ ہم اس کے بندے اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ تکبر کرنا، اکڑ دکھانا ہمارا کام نہیں ہے۔

”حسن و جمال“ بھی تکبر کا ایک سبب ہے اور یہ بے وقوفیوں کا مجموعہ ہے۔ آج حسین و جمیل چہرہ ہے لیکن راتوں رات چیچک نکل آئی تو کوئی دیکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا، آج حسن و جمال ہے لیکن اگر منہ پر کوئی پھوڑا نکل آیا یا کوئی بیماری آگئی تو سارا حسن ختم ہو جائے گا۔ اگر یہ سب نہ بھی ہوا اور زندہ بچ گئے تو بڑھاپا تو آئے گا ہی، بڑھاپے میں حسن کہاں سے لائیں گے!! بڑھاپے میں تو بڑے بڑے حسینوں اور حسیناؤں کا حسن ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا حسن و جمال پر تکبر کرنا بے جا ہے، کیونکہ حسن و جمال باقی رکھنا اپنے بس میں نہیں ہے، دو، پانچ یا 10 سال بعد حسن ختم ہو جائے گا، کیونکہ ہر عروج کو زوال ہے، لیکن اللہ پاک جسے خصوصیت کے ساتھ کمال بخشتا ہے اس کمال اور عروج کو زوال نہیں ہوتا، جیسے میرے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کمالات ایسے ہیں کہ جہاں ساری مخلوق کے کمالات ختم ہوتے ہیں وہاں سے آپ کے کمالات کی ابتدا ہوتی ہے۔ میرے مرشد حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے کمالات، خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے کمالات کہ آج انہیں دنیا سے پردہ کئے ہوئے صدیاں گزر گئیں لیکن ان کی حکومت آج بھی جاری ہے۔ میرے داتا حضور رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو کیسا کمال ملا کہ آج اگر کوئی ارب پتی بھی ہو تو وہ اپنے مہمان کو پانی پلاتا ہے، لیکن میرے داتا اپنے عرس میں آنے والوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ اسی طرح میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بھی ولایت کا تاج عطا ہوا اور وہ آج بھی ہمارے دلوں پر راج کر رہے ہیں۔

"طاقت و قوت" بھی تکبر کا سبب ہے۔ جیسے بعض لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ "اوئے جانتا ہے تو کس سے بات کر رہا ہے!! جا، لے آ اپنے کسی جاننے والے کو! مچھر کی طرح مسل کر رکھ دوں گا" لیکن بعض اوقات اس طرح بولنا بہت مہنگا پڑ جاتا ہے۔ مجھے ایک بہت پرانا واقعہ یاد ہے کہ ایک شخص اس طرح کا تھا جو ہر ایک کو اکڑ دکھاتا اور دھمکیاں دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک پتھارے (یعنی ٹھیہ لگانے) والے سید صاحب کے ساتھ پنگا ڈالا تو وہ لڑ نہیں پائے، لیکن وہ اپنے جاننے والے کچھ لوگوں کو لے آئے جنہوں نے اس نوجوان کو بہت مارا پیٹا اور اچھی طرح سبق سکھایا۔ اس کے بعد میں نے اس شخص کو کسی کے ساتھ اکڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یوں بڑے بول نہیں بولنے چاہئیں، آپ نے بھی کئی ایسے لوگ دیکھے ہوں گے جو بدمعاشیاں کرتے ہوں گے اور آخر کار ان کا برا انجام ہوا ہو گا، اس لئے کبھی تکبر نہیں کرنا کیونکہ ساری طاقت اور قوت اللہ پاک کی ہے وہ جسے چاہے عطا کرے۔

شبِ براءت کی فضیلت اور شبِ براءت کہنے کی وجہ

سُوال: شبِ براءت کو اتنی اہمیت کیسے ملی؟ نیز اس رات کو شبِ براءت کیوں کہتے ہیں؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: احادیثِ مبارکہ میں شبِ براءت کا تذکرہ موجود ہے۔[1] شبِ براءت کے فضائل میں بزرگانِ دین کے بہت سے اقوال ملتے ہیں، یہاں تک کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لَیْلَۃُ الْقَدْر ہے۔[2] براءت کا معنیٰ "نجات اور چھٹکارا" ہے، یوں شبِ براءت کا معنیٰ "نجات پانے کی رات" ہوا۔ اس رات میں بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کرے کہ "میں آئندہ گناہوں سے بچتا رہوں" اگر سچے دل سے دعا کرے گا اور رب کی رحمت شاملِ حال رہی تو اِنْ شَآءَ اللہ گناہوں کا مرض دور ہو جائے گا۔ عذابِ قبر اور جہنم سے چھٹکارے کی دعا مانگے کہ یہ رات قبولیت کی پانچ راتوں میں سے ایک ہے۔ 14 اور 15 شعبان کا روزہ رکھیں تاکہ نامۂ اعمال کا آخری اور پہلا دن روزے کی حالت میں شمار ہو۔ اسی طرح 14 شعبان کو عصر کے بعد سے مسجد میں نفلی اعتکاف کر لیں اور مغرب کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں،

1 ... الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان، ۲/۷۳، حدیث:۱۱۔

2 ... مراٰۃ المناجیح، ۲/۲۹۰۔

یوں نامۂ اعمال کا آخری اور ابتدائی وقت عبادت میں لکھا جائے گا، اللہ چاہے گا تو اپنے کرم سے نامۂ اعمال کا آخری اور ابتدائی وقت عبادت میں گزرنے کے سبب درمیان میں ہونے والے گناہوں کو انہی عبادتوں کے پردے میں چھپادے گا کیونکہ اس کا ایک صفاتی نام "سَتَّار" بھی ہے جس کا معنیٰ "عیب چھپانے والا" ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سارا سال گناہ کرتے رہیں، بلکہ اس رات پکی سچی توبہ کرکے آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کریں۔

شعبان کی پندرھویں رات اللہ پاک بے شمار لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے، جیسا کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میرے پاس جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور کہا کہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ پاک جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ مگر کافر اور عداوت والے اور رِشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔"[1] حدیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا کہ "اس رات کافر کے لئے بخشش نہیں ہے۔" کافر کی بخشش کی ایک یہی صورت ہے کہ توبہ کرکے ایمان لے آئے۔ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ "عداوت والے" یعنی جو شخص کسی مسلمان کے لئے دل میں کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اِس رات اُس پر رحمت کی نظر نہیں کی جاتی۔ یہ ایسا مرض ہے جو بہت ہی عام ہے، ہمیں اس رات کے آنے سے پہلے اپنے دل کو مسلمانوں کی دشمنی اور کینے سے پاک کرلینا چاہیے۔ "رشتہ کاٹنے والے" یعنی رشتہ توڑنا جسے قطعِ رحمی کہتے ہیں، حرام ہے۔[2] آج کل تو رشتہ کاٹنا بہت عام ہے، جہاں دیکھو لڑائیاں چل رہی ہیں۔ ماں بیٹی کی نہیں بنتی، باپ بیٹے کی لڑائی ٹھنی ہوئی ہے، میاں بیوی آپس میں لڑ رہے ہیں اور بعض لوگ تو رشتے کٹوانے میں لگے ہوئے ہیں کہ جو آپس میں ایک دوسرے کو لڑواتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ "کپڑے لٹکانے والے" یعنی مرد کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں ٹخنوں سے نیچے پہننے کا رواج ہے۔ اس حدیث کے مطابق اگر کوئی تکبر سے کپڑا لٹکاتا ہے تو اِس رات اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ البتہ اگر

1 ...... الترغیب والترھیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صوم شعبان، ۲/۷۳، حدیث:۱۱۔

2 ...... بہارِ شریعت:۳/۵۵۸، حصہ:۱۶۔

www.dawateislami.net

سستی کی وجہ سے لٹکایا تو خلافِ سنت ہوا اور اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی (یعنی ناپسندیدہ) ہے۔ اگر پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوں تو جتنا ہو سکے اوپر کئے جائیں لیکن انہیں موڑا نہ جائے ورنہ نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی۔ (1) بعض لوگ اعلان بھی کر رہے ہوتے ہیں کہ "شلوار گُھرَس لو، یا پائنچے فولڈ کر لو" انہیں مسائل کا علم نہیں ہوتا، ایسوں کو توبہ کرنی چاہیے۔ کپڑے سلوانے میں احتیاط کریں، اگر پائنچہ غلط سل گیا تو کٹوالیں، یہ نہ ہو کہ آئندہ خیال رکھوں گا ابھی پہن لیتا ہوں۔ اگر درزی غلطی سے جیب پیچھے لگادے تو کیا آپ پہنیں گے؟ ہر گز نہیں، کیونکہ آپ کو پسند نہیں آئے گا۔ اسی طرح ہمارا پائنچہ نیچے ہونا اللہ و رسول کو پسند نہیں ہے اور ہم اپنی پسند کو اہمیت دے رہے ہیں، لیکن اللہ و رسول کی پسند کو اہمیت نہیں دے رہے۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اگر غلط بن گیا تو اسے پیسے دے کر صحیح کروالیں۔ اب تو بڑا مظلومیت کا دور ہے، آج کل ہر ایک کو فیشن کا پتا ہوتا ہے لیکن سنت کا علم نہیں ہوتا۔ اقبال نے کہا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یعنی تمہاری وضع قطع عیسائیوں جیسی ہے، تمہارا لباس، تمہاری تہذیب و تمدن اور تمہارے رسم و رواج ہندوؤں کی طرح ہیں اور یہ مسلمان فیشن پرستی اور رسم و رواج میں اسلامی اقدار اور طریقوں کو چھوڑ کر اتنا آگے نکل گیا ہے کہ یہود بھی اسے دیکھ کر شرما جائے کہ یہ تو ہم سے بھی گئے گزرے ہیں۔ اقبال نے یہ بات ایک زمانے پہلے کہی تھی جب حالات اتنے نہیں بگڑے تھے جبکہ آج تو ایسے حالات ہیں کہ ہمیں سنتوں کا کچھ پتا ہی نہیں ہے اور جنہیں تھوڑا بہت پتا ہے وہ ان پر عمل کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں یہ بھی بیان ہوا کہ "ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف بھی نظرِ رحمت نہیں کی جاتی۔" اگر کسی نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہے تو وہ شبِ براءت کا انتظار کئے بغیر ہاتھوں ہاتھ ان سے معافی مانگے اور انہیں راضی کرلے، ساتھ ہی اللہ پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے کہ آئندہ کبھی ماں باپ کا کوئی بھی حق تلف نہیں کروں گا۔ اسی طرح شراب کا عادی بھی اس رات نظرِ رحمت سے محروم رہتا ہے۔

1 ...... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ۲/۴۹۰۔

www.dawateislami.net

اللہ کریم ہم سب کو شبِ براءت کے صدقے گناہوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین

شبِ براءت میں رسمی معافی مانگنا کیسا؟

سُوال: کیا شبِ براءت میں رسمی مُعافی مانگنے سے مُعافی ہو جائے گی؟

جواب: شبِ براءت ہو یا کوئی بھی وقت ہو صرف رسمی مُعافی مانگنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ دل سے مُعافی مانگیں اور اس انداز میں مُعافی مانگیں کہ سامنے والے کا دل پسیج جائے اور وہ مُعاف کر دے۔ ہمارے ہاں عادت ہے کہ شبِ براءت سے پہلے مُعافیاں مانگتے ہیں، میں اس کو سراہتا ہوں کہ کسی بہانے تو مُعافی مانگنے کی سوچ بنی ورنہ کئی ایسے اکڑو ہوتے ہیں جو مُعافی مانگنا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں کہ ”میں مُعافی کیوں مانگوں! میں کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا“ شبِ براءت کی معافی کے بہانے اس طرح کہنے والے بھی جھک جاتے ہیں۔ صرف اعلان کر کے مطمئن نہ ہو جائیں کہ مجھے مُعافی مل گئی ہے بلکہ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ میں نے اس کا حق تلف کیا تھا تو اس سے معافی مانگیں۔ اسی طرح آج کل WhatsApp پر معافی مانگتے ہیں، یہ طریقہ بھی درست ہے لیکن اس میں بھی مطمئن نہیں ہونا کہ اس نے Message دیکھ کر معاف بھی کر دیا ہو گا۔ کسی سے براہِ راست اس انداز میں مُعافی مانگی کہ ”میں نے آپ کا جو بھی بڑے سے بڑا حق تلف کیا ہو اس سے معافی مانگتا ہوں اور اس کے علاوہ جو چھوٹے حقوق تلف کئے ان سب سے بھی معافی مانگتا ہوں“ اب جتنے اسے یاد ہوں اور اُس نے مُعاف کر دیئے تو امید ہے کہ وہ مُعاف ہو جائیں گے۔ اس طرح مطلقاً مُعافی مانگنے میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔

بعض لوگ شبِ براءت پر مطلقاً مُعافی مانگنے کی مخالفت کرتے ہیں، یہ بھول کرتے ہیں۔ پہلے تقریروں اور تحریروں میں شبِ براءت کے خلاف لوگوں کو اُکساتے تھے اب سوشل میڈیا پر ویڈیو، تحریریں اور پوسٹیں چلا کر لوگوں کو کنفیوز کر رہے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں سے میرا یہ سوال ہے کہ شبِ براءت میں ہم غلط کیا کرتے ہیں!! 14 شعبان کو عصر سے مسجد میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مغرب کے بعد چھ نوافل پڑھتے ہیں اور یہ نوافل ہی ہوتے ہیں انہیں فرض کا درجہ نہیں دیا جاتا۔ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرتے ہیں، کیا شریعتِ مطہرہ میں یہ سب کام کرنا منع ہے!! اس کے بعد ساری رات مل کر مسجد میں عبادت کرتے ہیں، بیانات ہوتے ہیں، نماز اور روزے کی ترغیب دلائی جاتی ہے جو سب عبادت کے کام ہیں لیکن کچھ لوگ ان

www.dawateislami.net

عبادت کے کاموں کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں عبادت نہیں کرنی تو جو شخص عبادت کر رہا ہے اسے روکتے کیوں ہیں!! کل تک جو عبادت کرتا تھا ہو سکتا ہے کہ ان کے Message یا WhatsApp کی وجہ سے عبادت کرنا چھوڑ دے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے، اس کے علاوہ جو کرنے کے کام ہیں وہ کریں۔ لوگوں کو شراب سے بچائیں، سود سے روکیں، جو نمازیں نہیں پڑھتے انہیں مسجد کی طرف لے کر آئیں۔ اب شبِ براءت کے پیچھے پڑ جانا، شبِ معراج آئے تو اس کے خلاف باتیں کرنا اسی طرح گیارھویں، بارھویں پر شور مچانا کہاں کی سمجھ داری ہے! بس نصیب اپنا اپنا!! یہ ساری راتیں مسلمان صدیوں سے مناتے آرہے ہیں اور ہماری سمجھ میں بھی آتی ہیں، ہمیں یہ سب باتیں ہمارے سنی علما نے بتائیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہماری سمجھ میں بھی آگئیں۔ اللہ کریم ہمیں ایسی سمجھ سے محفوظ رکھے جس سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔

شبِ براءت میں بیری کے سات پتّوں سے غسل کرنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ شبِ براءت میں بیری کے سات پتّوں کا پیکٹ بنا کر بیچ رہے ہوتے ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا؟ نیز اس رات بیری کے پتوں سے غسل کرنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: عوام کی بھی کیا ہی بات ہے جس کام میں فائدہ نظر آتا ہے اسے اپنا لیتے ہیں، میں نے زندگی میں کبھی بھی اس رات بیری کے سات پتوں والا غسل نہیں کیا، کیونکہ یہ رات میں کرنا ہوتا ہے اور اس رات میں ہم مصروف ہوتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی اس رات بیری کے پتوں سے غسل کرتا ہے تو اچھی بات ہے لیکن یہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس کا طریقہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ "بیری کے سات پتے تھوڑے پانی میں ابالیں اور پھر زیادہ پانی میں ملا کر شبِ براءت (یعنی غروبِ آفتاب سے لیکر فجر سے پہلے کسی بھی وقت) غسل کریں، اس کی بَرَکت سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ سارا سال جادو سے حفاظت رہے گی اور اگر کوئی جادو کرے گا تو اس کا اثر نہیں ہوگا۔"[1] یہ غسل کرنے کا فائدہ ہوگا، اسے فضیلت بھی نہیں کہہ سکتے، نہ اس کے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے گناہ ملنے کا کوئی تعلق ہے۔ اب اگر اس فائدے کی وجہ سے کئی لوگوں کو روزی مل رہی ہے تو اس میں کیا برائی ہے ہم اور آپ بھی تو خریدتے ہی ہیں جیسے دھنیا، پودینہ اور

1 اسلامی زندگی، ص ۱۳۵ ماخوذاً۔

www.dawateislami.net

کڑھی پتے کو تو پتّا ہی کہتے ہیں پھر بیری کے پتے بیچنے میں کیا برائی ہے!

شبِ براءت میں آتش بازی کرنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگ شبِ براءت میں آتش بازی کرتے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مروّجہ آتش بازی چاہے وہ شبِ براءت میں ہو یا شادی میں، سب حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ آتش بازی میں لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ مہنگائی ہو گئی ہے اور حکومت کے خلاف باتیں کرتے اور شور مچاتے ہیں حالانکہ اپنے پیسوں کو آگ لگا کر خود ہی مہنگائی بڑھا رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے آپ کو عقل مند بھی کہتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جس نے آتش بازی کی ہے اسے توبہ کرنی چاہیے۔ شب براءت عبادت کرنے کی رات ہے اور آپ کے پٹاخے پھوڑنے کی وجہ سے کوئی بے چارہ نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اسلامی بہن گھر میں نماز پڑھ رہی ہو تو ایک دم پٹاخے کی آوز سن کر وہ بے چاری ڈر جائے اور آیت یا سجدہ بھول جائے یا کوئی شخص سو رہا ہو اور پٹاخے کی آواز سن کر اُٹھ کھڑا ہو۔ اس طرح کی مزید کئی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ شبِ براءت توبہ کرنے کی رات ہے اور لوگ اس میں پٹاخے پھوڑ رہے ہوتے ہیں، پتا نہیں ہمارے ہاں یہ کہاں سے رائج ہو گیا ہے، سب سے پہلے یہ کام نمرود کے دور میں ہوا تھا جب نمرود نے حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے آگ روشن کی تو نمرود کے ماننے والوں نے آگ کے انار بھر بھر کر اس میں پھینکے تھے۔[1] مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ آتش بازی نمرود بادشاہ کی ایجاد ہے۔[2] اب میں یہ نہیں کہوں گا کہ جو پٹاخے پھوڑتے ہیں وہ نمرودی ہیں بلکہ ایسا کرنے والے خود ہی غور کر لیں کیا وہ مصطفوی انداز پر چل رہے ہیں؟ کیا وہ غوثیہ انداز پر چل رہے ہیں؟ کیا وہ معینی انداز پر چل رہے ہیں؟ کیا وہ رضوی انداز پر چل رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جو مصطفوی ہیں وہ سب پکی سچی توبہ کر لیں اور آئندہ بھی اس سے بچنے کی نیت کر لیں۔ آتش بازی کے دنیاوی نقصانات بھی ہوتے ہیں جیسے بعض اوقات آگ لگ جاتی ہے اور گھر کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں، یا بندہ جل جاتا ہے، یا کوئی

---

1 ...... اسلامی زندگی، ص۷۶۔

2 ...... اسلامی زندگی، ص۷۶۔

www.dawateislami.net

عضو تلف ہو جاتا ہے۔ آتش بازی کرنا قانوناً جرم بھی ہے اگر دیانت داری کے ساتھ اس قانون کو نافذ کیا جائے تو کس کی مجال ہو گی کہ پٹاخا پھوڑے، یا بیچے! لیکن یہاں تو ”آدھا تیرا آدھا میرا“ چل رہا ہے۔ یاد رہے! ابھی تو یہ سب رشوتیں چل رہی ہیں لیکن مرنے کے بعد یہ لوگ کہاں جائیں گے! کہیں یہ لوگ آگ کی لپیٹ میں نہ آجائیں! لیکن ہر ایک اس طرح رشوتیں نہیں لیتا ہو گا، بلکہ آتش بازی کرنے والوں کو پکڑ کر بند بھی کرتے ہوں گے اور قانون نافذ کرتے ہوں گے، لیکن ایسوں کی تعداد کم ہے ورنہ آتش بازی کب سے بند ہو گئی ہوتی لیکن ہر سال ہوتی ہے اور عبادت کرنے والے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، گھروں میں چھوٹے بچوں کو اذیت ہوتی ہے اور ہارٹ کے مریض جنہیں پہلے ہی نیند نہیں آتی وہ پٹاخے کی آواز سے مزید گھبرا جاتے ہوں گے، اس لئے ہر ایک اس سے توبہ کرے اور پکی نیت کریں کہ خود بھی بچیں گے اور اپنے بچوں کو بھی اس کام سے بچائیں گے۔ پٹاخے خریدنے والے ختم ہو جائیں تو بیچنے والے خود ہی ختم ہو جائیں گے کیونکہ جب کوئی خریدے گا ہی نہیں تو یہ کس کو بیچیں گے!! پھر بیچنے والوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ اس سے کتنا نقصان ہوتا ہے، سارا سال تو نہیں بکتے بلکہ صرف شبِ براءت کے موقع پر بکتے ہیں، جو سارا سال کھاتے ہیں شبِ براءت پر بھی وہی کھائیں اور پٹاخے بیچنے سے گریز کریں۔ جن سے ہو سکے وہ پٹاخے پھوڑنے والوں کو پیار و محبت سے سمجھائیں کہ ”بھائی ایسا کیوں کرتے ہو!! اس میں کوئی ثواب نہیں ہے بلکہ اس سے عبادت کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“

شبِ براءت کو ”مُردہ عید“ کہنا کیسا؟

سُوال: شبِ براءت کو ”مُردہ عید“ کہنا کیسا؟

جواب: بچپن سے شبِ براءت کو ”مُردہ عید“ سنتے آرہے ہیں۔ یہ ایک عوامی اصطلاح ہے شرعاً کوئی ایسی اصطلاح نہیں ہے، شاید لوگ بھی اسی لئے کہتے ہوں گے کہ اس رات لوگ اپنے مردوں کو خوب ایصالِ ثوب کرتے، قبرستان جاتے، گھروں میں کھانے پکاتے اور ایصالِ ثواب کے لئے تقسیم کرتے ہیں، یوں میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور ثواب پہنچنے پر میت کو خوشی ہوتی ہے شاید اس وجہ سے مُردہ عید کہتے ہیں۔ یہ توجیہ میرے ذہن میں آئی تو بیان کر دی۔

شبِ براءت میں قبرستان جانا کیسا؟

سُوال: شبِ براءت میں قبرستان جانا کیسا؟

جواب: بعض لوگ "شبِ براءت کی رات" کہتے ہیں ایسا کہنا لغۃً غلط ہے، کیونکہ شب کا معنیٰ "رات" ہے اور شبِ براءت کے بعد بھی رات بولنا غلط ہے۔ شبِ براءت میں قبرستان جانا نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔[1] "مرآۃ المناجیح" جلد 2 کے حوالے سے ہے کہ "شبِ براءت میں قبرستان جانا سنّت ہے۔"[2] آج کل شبِ براءت کو قبرستان میں میلے کا سماں ہوتا ہے، جگہ جگہ قبروں پر موم بتیاں اور اگربتیاں جلائی ہوئی ہوتی ہیں حالانکہ اس طرح قبرستان میں آگ لے جانا درست نہیں ہے اور قبر پر آگ رکھنا زیادہ بُری بات ہے، پھر بعض لوگ جلتا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جو کہ مَعَاذَ اللہ اِسراف اور گناہ ہے، البتہ اگر لوگوں کو راستہ دکھانے یا تلاوت کرنے کے لئے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلائی تو اس میں حَرَج نہیں ہے۔ جب بھی قبرستان جائیں وہاں قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ آج یہاں یہ مُردے آرام کر رہے ہیں، کل یہاں ایک اور قبر کا اضافہ ہو گا اور مجھے بھی دفنایا جائے گا۔ قبرستان میں جائیں تو کچھ نہ کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب بھی کردیں۔ ہو سکے تو جب بھی قبرستان جائیں 11 مرتبہ سورۂ فاتحہ، 11 مرتبہ سورۂ اخلاص اور اوّل آخر دُرود شریف پڑھ کر تمام فوت شُدگان کو ایصالِ ثواب کردیں، اس کا فائدہ یہ ہو گا ہر ایک مُردے کو اس کا ثواب ملے گا جبکہ پڑھنے والے کو قبرستان کے تمام مُردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ عمل شبِ براءت کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ جب بھی قبرستان حاضری ہو اس عمل سے فائدہ حاصل ہو گا۔ قبرستان جاکر اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی قبر پر پاؤں نہ پڑے کیونکہ مسلمانوں کی قبروں پر پاؤں رکھنا گناہ ہے، اگر قبریں مٹا کر راستہ بنا دیا گیا ہو تو اس راستے پر چلنا بھی گناہ ہے۔[3] قبرستان کے

---

1 ...... حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں نکلی تو آپ مجھے جنّتُ البقیع میں مل گئے۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بیشک اللہ پاک شعبان کی پندرھویں رات آسمانِ دنیا پر تجلّی فرماتا ہے، پس قبیلۂ بنی کَلْب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الصوم، ۲/۱۸۳، حدیث: ۷۳۹ ملتقطاً)

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۲/۲۹۰۔

3 ...... بہار شریعت، ۱/۸۴۷، حصہ: ۴۔

www.dawateislami.net

آداب میں سے ہے کہ وہاں جوتے اتار لئے جائیں،[1] البتہ اگر کانٹا یا کوئی چیز پاؤں میں لگ جانے کا اندیشہ ہو تو پہنے رہیں۔

فاسٹ فوڈ اور کولڈ رنک کے نقصانات

سُوال: کیا کھانے میں فاسٹ فوڈ اور کولڈ رنک کا استعمال کرنا چاہیے؟

جواب: فاسٹ فوڈ اور کولڈ رنک صحت کے لئے بہت نقصان دہ چیزیں ہیں۔ فاسٹ فوڈ میں عموماً تلی ہوئی اور چکنی غذائیں ہوتی ہیں جو کہ صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے اس میں کولیسٹرول تو ہوتا ہی ہے ساتھ ہی Triglycerides اور LDL ہوتا ہے اور یہ چیزیں HDL جو کہ اچھا کولیسٹرول ہوتا ہے اسے خراب کرتی ہیں، مزید یہ کہ شوگر بڑھاتی ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی بیماریاں اس کے ذریعے ہو جاتی ہیں، جیسے آپ نے سنا ہوگا کہ فلاں کی اتنی نسیں بند ہو گئیں (یعنی دل کی طرف جو چار نسیں آتی ہیں ان میں سے کوئی ایک نس بند ہو گئی ہے یا چاروں تھوڑی تھوڑی بند ہو گئی ہیں۔) پھر ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس کا بائی پاس ہوگا اور انجیو پلاسٹی (Angioplasty) کے ذریعے بعضوں کا کچھ حصّہ کھل جاتا ہے، لیکن اس میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور خرچہ بھی بہت آتا ہے۔ اسی طرح بعضوں کو دل کا دورہ پڑ جاتا ہے، جیسے کوئی شخص اچھا خاصا گھر سے کھا پی کر نکلا ہوتا ہے اور اچانک اس کے ہارٹ فیل ہونے کی اطلاع آتی ہے۔ یہ سب کولیسٹرول کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ صرف 10 فیصد کولیسٹرول ہوتا ہے، باقی اور بہت سی چیزیں مل کر دل بند ہوتا ہے۔ بعض اوقات زیادہ ٹینشن یا زیادہ خوشی سے بھی ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔ بہر حال فاسٹ فوڈ، تلی ہوئی اور چکناہٹ والی چیزیں کھانے سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح کولڈ ڈرنک بھی صحت کے لئے بہت خطرناک ہے، مجھے کولڈ رنک چھوڑے ہوئے برسوں گزر گئے، اگر کبھی سامنے آجاتی ہے تو ایک آدھ گھونٹ سے زیادہ نہیں پیتا۔ غالباً ایک بوتل میں سات چمچ چینی یعنی وائٹ شوگر ہے۔ میں حتَّی الامکان اس سے بچتا ہوں اور آپ لوگوں کو بھی اس سے بچنا چاہیے۔ جو لوگ بے تحاشہ چینی کا استعمال کرتے ہیں انہیں شوگر ہو جانے کا امکان رہتا ہے، اس لئے نارمل میٹھا استعمال کرنا چاہیے۔ عموماً بازار کی چیزوں میں وائٹ شوگر ہوتی ہے اور کچھ لوگ تو سکرین بھی استعمال کر رہے ہوتے ہیں جو گلا، دماغ اور مختلف اعضا کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ گھر میں جو نارمل کھانا پکتا ہے وہی کھانا

---

1 بہار شریعت: ۱/ ۸۴۸، حصّہ: ۴۔

چاہیے، لیکن بعض اوقات گھر میں بھی فاسٹ فوڈ اور تلی ہوئی چیزیں بناتے ہیں اس میں بھی زیادہ تیل اور زیادہ نمک ڈالتے ہیں اس سے بھی بچنا چاہیے۔ نمک کے حوالے سے مشورہ ہے کہ اگر ہو سکے تو کھانے میں لاہوری نمک استعمال کریں، اسے Pink Salt بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح کھانے میں کالا نمک بھی استعمال کر سکتے ہیں جو عموماً دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی احتیاطیں کر کے آپ کئی بڑی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ کھانا کھانے میں احتیاط کریں اور کم کھائیں۔ رمضان شریف میں لوگ اپنے گمان میں کم کھا رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں زیادہ کھا رہے ہوتے ہیں۔ افطار میں فروٹ سے زیادہ سموسوں پکوڑوں پر توجہ ہوتی ہے اور کباب تو بغیر چبائے ہی حلق سے اتار لیتے ہیں اور ساتھ ہی ٹھنڈا ٹھنڈا شربت بھی جا رہا ہوتا ہے، آج کل بازاری شربت میں بھی وائٹ شوگر کا استعمال ہوتا ہے اور ساتھ ہی فوڈ کلر بھی ہوتا ہے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ فوڈ کلر میں گلابی رنگ زیادہ مہنگا ہوتا ہے اور اس مہنگے کلر سے بچنے کے لئے لوگ ملاوٹ کرتے اور عوام کی صحت سے کھیلتے ہیں، لیکن ہم کسی کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں نقلی رنگ استعمال کرتا ہے، البتہ آج کل ملاوٹ کا دور دورہ ہے اگر کوئی بچتا بھی ہے تو سامنے والا ملاوٹ کر کے سستا سامان بیچتا ہے اور یوں صحیح چیز بیچنے والے کا سامان بہت کم لوگ ہی خریدتے ہیں۔ حتی الامکان گھر کی پکی ہوئی چیزیں کھائیں اور اس میں بھی یہ احتیاط رہے کہ نمک مرچیں اور مسالے سب نارمل ہوں، اسی طرح اگر Pink Salt (یعنی لاہوری نمک) بغیر پِسا ہوا خرید لیں اور گھر میں اس کے باریک ذرّات کر لیں تو یہ زیادہ مفید ہو گا کیونکہ باہر بہت بُری حالت ہے ہر چیز میں ملاوٹ کی جا رہی ہے اللہ پاک ہر ایک کو ہدایت دے اور لُوٹ مار کرنے سے بچائے۔

کیا عورتیں بھی ٹخنوں سے نیچے پائنچے رکھیں گی؟

سُوال: کیا عورتوں کے لئے بھی ٹخنوں سے اوپر پائنچے رکھنے کا حکم ہے؟

جواب: نہیں! ٹخنوں سے اوپر پائنچے رکھنے کا حکم صرف مَردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا حکم ہے۔[1]

1 بہار شریعت، ۳/۴۱۷، حصہ: ۱۶۔

www.dawateislami.net

سُوال کرنے کے آداب!

سُوال: نظامِ تعلیم میں سوال کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، ایک اندازے کے مطابق بچہ دن میں دو سو سے چار سو سوالات کرتا ہے اور ایک آدمی 20 سے 30 سوالات کرتا ہے، اب تو باقاعدہ اس پر بھی تربیت کی جاتی ہے کہ سوالات کس طرح کئے جائیں، آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ اچھے سوالات کیسے کئے جائیں اور سوال کرنے کے آداب کیا ہیں؟ نیز کچھ سوال ایسے ہوتے ہیں جن کا جواب دینے میں بھی مزہ آتا ہے، وہ کون سے سوالات ہیں جن کا جواب دیتے ہوئے آپ کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔(ثوبان عطاری کا سوال)

جواب: سچ کہوں تو آپ کے سوالات میں یوں مزہ نہیں آتا کہ آپ کے سوالات میں کنفیوزن (Confusion) ہوتی ہے اور سائنسی معلومات دیتے ہوئے آپ سوالات کرلیتے ہیں، لیکن آپ کے سوالات بھی بُرے نہیں ہوتے بلکہ معلوماتی ہوتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے کس طرح کے سوالات میں مزہ آتا ہے تو میں نے آپ کے سوالات کے بارے میں سچ بتادیا۔ مجھے ایسے سوالات پسند ہیں جن میں مجھ سے کوئی ایسا فقہی مسئلہ پوچھا گیا ہو جس کی زیادہ صورتیں نہ بنتی ہوں، نہ تفصیل سے سمجھانا پڑے۔ آپ نے بھی اپنے سُوال میں اچھی معلومات فراہم کی ہے کہ بچے دو چار سو سوالات کرلیتے ہیں اور یہ حقیقت ہے اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ بچے بہت سوالات کرتے ہیں اور ایسے ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بعض اوقات ان کا جواب نہیں بن پڑتا۔ جیسے اللہ و رسول، موت و قبر اور قیامت کے بارے میں سوالات کرتے ہیں جن کے بارے میں انہیں سمجھانا بڑا مشکل ہوتا ہے، لیکن "اَلسُّؤَالُ مِفْتَاحُ الْعِلْمِ" یعنی سُوال علم کی چابی ہے۔ اگر کوئی بچہ زیادہ سوالات کرتا ہے تو اسے معلومات حاصل کرنے کا تجسس رہتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر کوئی بچہ زیادہ سوالات کرتا ہے تو اسے ڈانٹیں نہیں کیونکہ اگر آپ بچے کو ڈانٹ دیں گے تو اس کے حصولِ علم کا دروازہ بند ہوجائے گا، اسے آپ سے نفرت ہوگی اور گھن آئے گی اس لئے ڈانٹیں نہیں، اگر سُوال کا جواب نہیں آتا تو کسی طرح ٹال دیں۔ بچے مجھ سے بھی سُوالات کرتے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں نے کبھی انہیں ڈانٹا نہیں ہے، اگر کبھی جواب نہیں آتا تو کسی ترکیب سے ٹال دیتا ہوں لیکن انہیں جھاڑتا نہیں ہوں۔

www.dawateislami.net

بعض اوقات بچے ایسے سُوالات کرتے ہیں جن کا تعلق بڑوں سے ہوتا ہے جیسے کبھی رسالے یا کسی کتاب میں کوئی ایسا جملہ آجاتا ہے تو یہ اپنی امی یا ابو سے پوچھتے ہوں گے اور وہ ٹال دیتے ہوں گے یا پھر اپنے محلے کی مسجد کے امام صاحب سے پوچھتے ہوں گے تو وہ بھی ٹال دیتے ہوں گے، اس لئے میرا یہ ذہن ہوتا ہے کہ رسالوں میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں کہ بچوں کو سُوال کرنے کی زحمت ہی نہ پڑے، لیکن یہ ایک بہت مشکل فن ہے اور جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ حدیثوں کے الفاظ میں تو تبدیلی نہیں کرسکتے البتہ اس کے علاوہ جتنا ہوسکے اتنا آسان لکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سُوال کرنے کے متعلق حدیثِ مبارکہ میں بیان ہوا کہ ”خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے اور لوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل ہے اور اچھا سوال آدھا علم ہے۔“[1] اس حدیثِ مبارکہ کے تحت ”مرآۃ المناجیح“ میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں: ”یعنی علم و تعلیم میں دو چیزیں ہوتی ہیں: شاگرد کا سُوال۔ استاد کا جواب۔ ان دونوں سے مل کر علم کی تکمیل ہوتی ہے، اگر شاگرد سوال اچھے کرے گا جواب بھی اچھے پائے گا۔“[2] تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: ”علماء اور مفتیانِ کرام سے وہی سُوال کئے جائیں جن کی حاجت ہو، زمین پر بیٹھ کر خواہ مخواہ چاند پر رہائش کے سُوال نہ کئے جائیں۔ بعض لوگ علماء کو پریشان کرنے یا ان کا امتحان لینے یا ان کی لاعلمی ظاہر کرنے کے لئے سُوال کرتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے۔“[3] حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں جس کام سے منع کروں اس سے رُک جاؤ اور جس کام کا حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق کرو، تم سے پہلے لوگوں کو محض ان کے سُوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام سے اختلاف کرنے نے ہلاک کیا۔“[4] اس لئے سوالات کرنے چاہئیں، ان کے جوابات بھی دینے چاہئیں۔

بعض مقامات پر سوالات کرنے کا حکم ہے، جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[5]

1. شعب الایمان، الثانی والاربعون، باب الاقتصاد فی النفقة...الخ، ۵/۲۵۵، حدیث: ۶۵۶۸۔
2. مرآۃ المناجیح، ۶/۶۳۵۔
3. صراط الجنان، ۱/۱۸۶۔
4. مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم...الخ، ص۹۸۶، حدیث: ۶۱۱۳۔
5. پ۱۴، النحل: ۴۳۔

www.dawateislami.net

(ترجَمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں)۔ قرآنِ پاک میں اہلِ ذِکر سے پوچھنے کا حکم دیا گیا اور اہلِ ذِکر سے مراد علما ہیں۔ یعنی اگر کوئی دِینی مسئلہ معلوم نہ ہو تو علما سے پوچھنے کی ترغیب ہے۔ کہیں غیر ضروری سُوالات پوچھنے کی ممانعت بھی موجود ہے کیونکہ بعض اوقات کثرتِ سوالات مصیبت کا سبب بن سکتا ہے جیسے سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کے کثرتِ سوالات کا تذکرہ ہے[1] کہ سوال کرتے کرتے وہ ایسی گائے پر پہنچے کہ جس کی کھال میں سونا بھر کر دینا پڑا۔ جب مطلقاً گائے کہا گیا تھا تو انہیں مان لینا چاہیے تھا لیکن وہ سوالات کرنے لگے کہ گائے کیسی ہو؟ اس کا رنگ کیا ہو؟ وغیرہ، اس طرح کے سوالات پوچھ کر وہ پھنس گئے۔ اس لئے کثرتِ سوال منع بھی ہے، لیکن جیسا موقع ہو اس کے مطابق کثرتِ سوال کی اجازت بھی ہے جیسے کوئی شاگرد اگر اپنے استاد سے سوالات نہیں کرے گا تو وہ سیکھ نہیں پائے گا اور استاد کو بھی چاہیے کہ اگر شاگرد کوئی ایسا سوال پوچھ لیتا ہے جس کا سبق سے تعلق نہ ہو تو اسے جھاڑے نہیں کیونکہ اگر استاد اسے یوں کہہ کر جھاڑ دے گا کہ ”ارے بے وقوف! یہ کوئی کرنے کا سُوال ہے؟“ تو شاگرد بھی دل میں سوچے گا کہ شاید استاد صاحب کو اس کا جواب نہیں آتا اس لئے مجھ پر رعب جھاڑ کر اپنا بھرم رکھ لیا ہے۔ اب اس وسوسے سے استاد اپنے شاگرد کو بچا نہیں سکتا، وہ اپنے استاد سے بد ظن ہو جائے گا اور استاد کو کم علم والا سمجھے گا، اس لئے شاگرد کو جھاڑنا نہیں ہے۔ شاگرد چاہے 100 سوالات بھی کرے اس پر شفقت ہی کرنی ہے۔ اسی طرح علما و مفتیان کرام کو بھی لوگ سوالات کرکے تنگ کرتے ہوں گے انہیں بھی کبھی جھاڑنا نہیں چاہیے۔ ہو سکتا ہے آپ کا اسے جھاڑنا اس کے دِین سے دور ہو جانے کا سبب بن جائے یا ہو سکتا ہے وہ کسی ایسے شخص سے مسئلہ پوچھ لے جس کے دِین میں خرابی ہو تو اس شخص کے ذہن میں بھی خرابی آجائے، اس لئے احتیاط کرنی چاہیے۔

ایک مرتبہ میرے ساتھ اس طرح کا واقعہ ہو چکا ہے کہ میں سفر کرکے ایک عالم صاحب کے پاس گیا شاید وہ اس وقت تھکے ہوئے تھے، میں نے ان سے سوال پوچھ لیا تو وہ غصے میں آ گئے کہ ”یہ کوئی سوال کرنے کا وقت ہے!!“ تو میں نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ یہ آیت سنتے ہی وہ ایک دم ٹھنڈے ہو گئے اور

1 پ۱، البقرة: ۶۷-۷۱۔

www.dawateislami.net

کہنے لگے کہ ”اچھا، اچھا کیا پوچھنا ہے؟ پوچھو۔“ مجھے جو پوچھنا تھا وہ پوچھ کر میں آگیا۔ یہ میرا علمِ دین حاصل کرنے کا تجسس تھا کہ پہلے نہ جامعات المدینہ تھے نہ دعوتِ اسلامی تھی لیکن میرا علمِ دین حاصل کرنے کا شوق کم نہیں ہوتا تھا بلکہ میں مسائل کی معلومات کرنے کے لئے میلوں میل سفر کرتا تھا۔ میری عمر مسائل کے تجربات میں گزری ہے، جتنے مسائل میرے مطالعے میں آئے ہیں اگر یہ سارے مجھے یاد ہوتے تو میں نہ جانے کہاں سے کہاں نکل گیا ہوتا، بڑے بڑے مفتی مجھ سے مشورہ کرتے، لیکن سب یاد نہیں رہتا، انسان ہوں بھول جاتا ہوں۔ بچپن سے میرا مسائل کا شوق رہا ہے، حضرت مفتیِ اعظم پاکستان مولانا وقار الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بہت مسائل پوچھا کرتا تھا، لیکن جو ڈانٹنے والا واقعہ ہے وہ ان کا نہیں ہے یہ کسی اور بزرگ کا ہے جو پکے سنی مفتی تھے اور اب وہ صاحبِ مزار ہیں۔ اللہ پاک ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ بہت ہی پکے مفتی تھے، ان کا ڈانٹنا بھی ہمارے لئے ایک سبق تھا کہ کسی بھی عالم سے سُوال کرنے سے پہلے اس کی کیفیت دیکھ لینی چاہیے کہیں تھکے ہوئے تو نہیں ہیں؟ یا کہیں طبیعت خراب تو نہیں ہیں؟ یا جلدی میں تو نہیں ہیں؟ وغیرہ۔ اس طرح غور کرنے کے بعد سُوال کرنا چاہیے۔ سُوال کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سوال کرنے سے پہلے اجازت طلب کرلے کہ ”حضرت میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟“ اگر وہ ”ہاں“ کہہ دیں تو سوال کرلیں۔ لیکن جس طرح میں گیا تھا مجھے بھی اجازت لینی چاہیے تھی۔ میں آج آپ کو یہ بات سکھا رہا ہوں کہ بالفرض اگر کوئی عالم صاحب جھاڑ دیں یا ہاتھ دکھا دیں تو ان کے پاؤں پکڑ لینا، اگر ہاتھ دیکھ کر بھاگ جاؤ گے پھر ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے اُن کے دَر پر پڑ رہو

قافلہ تو اے رضؔا اوّل گیا آخر گیا (حدائقِ بخشش)

اگر کہیں انسانی ہڈی نظر آجائے تو کیا کریں؟

سُوال: اگر کبھی قبرستان یا راستے میں انسانی ہڈی نظر آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کبھی انسانی ہڈی نظر آجائے تو اسے مٹی کھود کر دفنا دیا جائے۔

مسجد میں سُوال کرنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی شخص مسجد میں سوال کرتا ہے تو امام صاحب یا نمازی حضرات اسے سختی سے بیٹھنے کا کہتے ہیں جس سے ایسا لگتا ہے کہ شاید اس کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اس بارے میں راہ نمائی فرما دیجئے۔ (فرقان عطاری)

جواب: مسجد میں سوال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ "بہارِ شریعت" میں ہے کہ "اگر کسی نے مسجد میں سوال کرنے والے کو ایک پیسا دیا تو وہ باہر جا کر 70 پیسے بطورِ کفّارہ دے۔"[1] اگر کوئی مسجد میں سوال کرتا ہے تو اُسے سختی سے روکنے کے بھی مواقع ہوسکتے ہیں، جیسے اگر کوئی مسجد میں شور مچا رہا ہے اور نمازیوں کو تکلیف ہو رہی ہے تو اگر فتنے کا خوف نہ ہو تو اُسے سختی سے روکا جائے گا، پھر بھی نہ مانے تو اٹھا کر باہر چھوڑ دیا جائے، اب اگر اُس کی دل آزاری ہوتی ہے یا جگر آزاری ہوتی ہے تو کیا کر سکتے ہیں!! اس کی وجہ سے بھی تو کئی نمازیوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اسی طرح جس کی زبان سے لوگوں کو تکلیف ہو اسے مسجد سے روکا جائے گا، بعض لوگ آسیب زدہ لوگوں کو مسجد میں اٹھا کر لے آتے ہیں جو مسجد میں ہی پٹخیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور مسجد میں تماشہ بن جاتا ہے، ایسوں کو بھی اٹھا کر مسجد سے باہر چھوڑ دیا جائے۔ البتہ جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرنا ہو گا، اگر فتنے کا اندیشہ ہو جیسے اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے مسجد سے باہر نکالنا ضروری ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ اگر اسے چھیڑا تو یہ مارے گا یا اور کوئی فساد کھڑا کر دے گا، اب اسے دل میں برا جانیں، نکالنا ضروری نہیں ہو گا۔ جسے روکنے پر قدرت حاصل ہو وہ اسے روکے گا۔

فالج زدہ بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سُوال: میرے بھائی کو فالج ہوا ہے، کیا میں اسے زکوٰۃ دے سکتا ہوں؟ نیز کیا اسے بغیر بتائے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: بھائی اگر زکوٰۃ کا حق دار ہے تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں، لیکن فالج ہونا زکوٰۃ کی حق داری کا سبب نہیں ہے۔ مال دار لوگوں کو زیادہ فالج ہوتا ہے کیونکہ وہ ساری زندگی بیٹھے بیٹھے آرڈر چلاتے رہتے ہیں۔ بھائی یا کسی بھی حق دار کو زکوٰۃ دیتے وقت اسے بتانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس سے بعض لوگوں کی عزّتِ نفس مجروح ہوتی ہے اور وہ نہیں لیتے۔ انہیں

[1] بہار شریعت، ۱/۶۴۵، حصہ:۵۔

www.dawateislami.net

عیدی یا گفٹ کہہ کر بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

کیا سب سے پہلے رمضان کی خبر دینے سے جہنم سے آزادی مل جاتی ہے؟

سُوال: 14 اپریل کو رمضان المبارک کا پہلا روزہ ہو گا۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ ”جو شخص رمضان المبارک کی سب سے پہلے خبر دے گا وہ جہنم سے آزاد ہے۔ آپ بھی کسی کو بتاؤ اور جہنم سے آزاد ہو جاؤ“ اس طرح کے Message چلانا اور آگے Forward کرنا کیسا؟

جواب: اس طرح کے Message کرنا بالکل ناجائز ہے۔ ابھی یہ فائنل نہیں کر سکتے کہ 14 اپریل کو پہلا رمضان ہے، کیونکہ چاند دیکھنے پر ہی اس کا دار و مدار ہے اور دنیا کے سارے توقیت دان مل کر بھی یہ فائنل نہیں کر سکتے کہ فلاں تاریخ کو پہلا روزہ ہے۔ اس لئے جو اس طرح کا Message چلا رہے ہیں اور پہلے خبر دینے والے کو جہنم سے آزاد کروا رہے ہیں یہ ناجائز کام کر رہے ہیں، انہیں توبہ کرنی چاہیے اور اگر کسی کے پاس ایسا Message آتا ہے تو وہ اسے آگے نہ بڑھائے بلکہ Delete کر دے۔ بالفرض اگر کسی کو سب سے پہلے چاند نظر آ گیا اور اس نے سب سے پہلے گواہی دی تو اس کے لئے کوئی فضیلت ہو تو الگ بات ہے لیکن سب سے پہلے خبر دینے والے کے بارے میں اس طرح کی فضیلت من گھڑت ہے، اسے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔

www.dawateislami.net

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	1	شبِ براءت میں قبرستان جانا کیسا؟	14
عاجزی میں جھوٹ بولنا کیسا؟	1	فاسٹ فوڈ اور کولڈ رنک کے نقصانات	15
تکبُّر سے بچنے کا طریقہ	2	کیا عورتیں بھی ٹخنوں سے نیچے پائنچے رکھیں گی؟	16
تکبر پر اُبھارنے والے اسباب	3	سُوال کرنے کے آداب!	17
شبِ براءت کی فضیلت اور شبِ براءت کہنے کی وجہ	7	اگر کہیں انسانی ہڈی نظر آجائے تو کیا کریں؟	20
شبِ براءت میں رسمی معافی مانگنا کیسا؟	10	مسجد میں سُوال کرنا کیسا؟	21
شبِ براءت میں بیری کے سات پتّوں سے غسل کرنا کیسا؟	11	فالج زدہ بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟	21
شبِ براءت میں آتش بازی کرنا کیسا؟	12	کیا سب سے پہلے رمضان کی خبر دینے سے جہنم سے آزادی مل جاتی ہے؟	22
شبِ براءت کو ”مُردہ عید“ کہنا کیسا؟	13		

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کا نام	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعات
تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۴ھ
تفسیر صراط الجنان	ابو صالح مفتی محمد قاسم عطاری مدنی	مکتبۃ المدینہ کراچی
مسلم	ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، متوفی ۲۶۱ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۲۷ھ
ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
شعب الایمان	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
کنز العمال	علی بن حسام الدین المتقی الہندی البرہان فوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
درمختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
ردالمحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
الترغیب والترہیب	زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۱۴۲۰ھ
احیاء العلوم (مترجم)	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
اسلامی زندگی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۱ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نَمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ "غورو فکر" کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِن شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے "**مَدَنی اِنعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِن شَآءَ اللہ۔

ISBN 978-969-631-642-8
0125728

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net